بھدرواہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے وصال کا دن

از مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی*

گذشتہ ۲۶ مئی کو میں کشمیر کے ایک دور افتادہ مقام کی بہشت کوہِ کیلاس کے بہت قریب بھدرواہ میں تھا۔ کیلاس شِوجی اور کُبیر جی کا مقام مالوف کہلاتا ہے۔ شِو جو موت اور ہلاکت کا دیوتا ہے کُبیر جی جو شِوجی کا دوست ہے، رُوّر کے نام سے موسوم ہے۔ اس کا کام بھی لوگوں کو مارنا اور رولانا ہے۔ اس مقام کو حضرت مسیح موعود علیہ اسلام کے ساتھ آپ یوں سمجھئے ایک خاص مناسبت ہے۔ حضور کے الہامات میں ہے:

"اے کرشن رُدّر گوپال تیری مہما گیتا میں آئی ہے"

کرشن کی دو صفات ہیں۔ وہ بدوں کے ہلاک کرنے کیلئے رُدّر ہے اور نیکوں کی حفاظت اور پرورش کرنے کیوجہ سے گوپال ہے، درحقیقت شِوجی ہوں یا کبیر اور رُدّر یا کرشن اوتار، ان کا کام اور صفت ایک ہے کہ وہ بدوں کو ہلاک کر کے نیکوں کی اور نیکی کی حفاظت کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود کو کرشن اور شِو کی اس صفت کیساتھ جو تعلق ہے اسے ذیل میں ملاحظہ فرمایئے۔

---

*از 'پیغام صلح'، احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کا اخبار، یکم جولائی 1942، صفحہ 10 تا 11، اور 8 جولائی 1942، صفحہ 2 اور 12۔

بھدرواہ میں احمدیت

کم و بیش آج سے بیس برس پیشتر ایک آریہ پرچارک جگدیش چندر نام اپنے سر پر وید مقدس کے بستے اُٹھائے ہوئے بھدرواہ کی اگم اور دشوار گذار وادی میں پہنچا اور میدان خالی پا کر اسلام کے خلاف لیکچر بازی شروع کی۔ یہاں کے مسلمانوں نے لاہور، امرتسر، جموں اور سیالکوٹ جو علماء کے قریبی اڈے تھے ہر چند تاریں دیں، آدمی دوڑائے۔ مگر ٹھیٹھ مسلمانوں کے ٹھوٹھ مولویوں نے جب یہ سنا کہ مناظرہ رفع یدین، طول مسواک، جواز و عدم جواز گیارہویں شریف، قبروں اور اولیاء سے طلب امداد، حتیٰ کہ کوّے کے حلال حرام و مکروہ، اور آمین بالجہر پر بھی نہیں بلکہ بحث ہے کفر و اسلام یا وید و قرآن کی، تو کسی نے بیماری کا بہانہ تراشا، کسی نے حجرہ میں چپ کا روزہ رکھ لیا اور کسی نے نہایت دلسوز پیرایہ میں مسلمانوں کو آریہ کے اعتراضات سننے اور ان کے جلسہ میں جانے سے منع کیا۔ علماء کے اس گروہ سے مایوس ہو کر بھدرواہ کے مسلمانوں نے جماعت احمدیہ سے فریاد کی اور یہ اچھی طرح دیکھ لیا کہ آریہ کے کاٹے کا علاج اگر ہو گا تو یہیں سے ہو گا۔ یہ ایک تقریب تھی رفیق سفر و حضر مولانا عصمت اللہ صاحب مرحوم کے بھدرواہ پہنچنے کی اور کسی نے کہا۔

لو آگیا وہ دعوت ایماں لئے ہوئے
ہاتھوں میں وید و گیتا و قرآں لئے ہوئے
رُک جائے جس کے سامنے آریوں کی سانس
موجِ نفس میں چشمہ حیواں لئے ہوئے

(جوش ملیح آبادی کے اشعار ہیں جو کسی قدر تصرف کیساتھ نقل کئے گئے ہیں۔)

اس اعلان کے سنتے ہی پنڈت صاحب جو مسلمانوں کو مناظرہ کا چیلنج دے رہے تھے پنڈت جگدیش سے بھگدیش ہو گئے۔ بھدرواہ میں اس وقت مسلمان ہی آریہ پنڈت کے زخم خوردہ نہ تھے بلکہ سناتن دھرمی بھی ان سے نالاں تھے۔ ایسی سازگار فضا میں بھدرواہ کے اندر مولوی صاحب مرحوم کے لیکچر ہوئے، یوں سمجھئے ہندوؤں اور مسلمانوں کے زخموں پر مرہم عیسے کا پھایا رکھا گیا اور حضرت مسیح موعودؑ کے سپاہی کی مسیحائی نے وہ رنگ دکھایا کہ امر واقعہ میں مولوی صاحب مرحوم بھدرواہ کے ہندوؤں کے مسجود اور مسلمانوں کے محبوب ہو گئے۔ ہر روز تمام شہر بلا لحاظ مذہب و ملت انکے قیامگاہ کی طرف اُمنڈھا آتا تھا اور گھنٹوں باتیں سنتا ہُوا نہ تھکتا تھا، اس ایک واقعہ نے کرشن اور گوپال کی دونوں شانیں دکھادیں۔ شریر ہلاک ہوئے، میدان چھوڑ کر بھاگ گئے اور سلیم الفطرت لوگوں کی حفاظت کی گئی۔ لوگ جوق در جوق احمدیت میں داخل ہوئے جس کی خبر سن کر ملانوں کی چھاتی پر سانپ لوٹنے لگا۔ موسم سرما کے گزرتے ہی ملانوں نے بھدرواہ کے احمدیوں پر یورش کی اور لگاتار ہر سال حملے ہونے لگے۔

سید اختر حسین صاحب کا ورود

لاہور سے بالآخر مجبور ہو کر سیّد اختر حسین صاحب گیلانی کو ان ملانوں کی باتوں کا جواب دینے کے لئے بھیجا گیا۔ مناظرہ قرار پایا مگر دوران مناظرہ میں مخالف ملاں سے جب کچھ نہ ہو سکا تو اس نے پبلک کو فساد پر آمادہ کرنا شروع کیا جس کا نتیجہ سوائے مار پیٹ اور مظلوموں کی خونریزی کے اور کچھ نہ ہوا۔ بھدرواہ کے مسلمانوں نے جس قدر ظلم سیّد صاحب پر کیا اس پر نادم اور شرمندہ ہونے کی بجائے مقدمہ میں بھی مظلوم کے بالمقابل ظالمانہ محاذ قائم کر لیا

یہاں تک کہ کیلاس پر موکل رُدّر اس ظلم عظیم کو دیکھ نہ سکا اور اس نے دہ طوفان عذاب عظیم بھدرواہ پر بھیجا کہ وہ مسجد جس میں یہ ظلم ناحق ہُوا، اور وہ تمام لوگ تو ظالم تھے اسی میں غرق ہو گئے۔ ایسا سیلاب رُدّر بھدرواہ پر کبھی نہ آیا تھا جو حضرت مسیح موعود کی ظالمانہ مخالفت کی وجہ سے آیا۔ ایک طرف اگر دنیوی عدالت سے شریروں کو سزا ملی تو خدا کی عدالت نے بھی طوفان نوح کا دوبارہ نظارہ دکھا دیا اور بھدرواہ میں ایک دفعہ پھر ''اے کرشن رُدّر گوپال تیری مہما گیتا میں کی گئ'' کی صداقت دنیا نے دیکھ لی۔

بھدرواہ سنسکرت نام ہے جس کے معنی ہیں ''خوشحالی کا وسیلہ'' جو اس کی زرخیزی گھی، شہد کی سرزمین ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ غرض کچھ ایسی ہی سرزمین میں جو ہندو اعتقاد کے مطابق دیوتاؤں کو بھی زندگی بخشتی ہے میں اپنے تبلیغی دورہ کے سلسلہ میں پہنچا۔ سفر کی سہولیں تو یہاں میسر نہیں بلکہ راستہ نہایت دشوار اور اکثر خطرناک ہے البتہ بھدرواہ کے مخلص احمدیوں کو دیکھ کر سفر کی کلفت دُور ہو گئی۔ چوہدری عبد الرزاق صاحب گنائی، ان کے بھائی بیٹے اور بھتیجے وغیرہ نہایت خوش خلق اور متواضع واقعہ ہوئے ہیں۔ چوہدری عبدالرحمن صاحب اور مسٹر آزاد خاں صاحب ایسی ہستیاں ہیں جن کی یاد مدتوں میرے ذہن میں رہے گی۔ عبدالخالق صاحب اور عبدالکبیر صاحب، غلام مصطفے صاحب بھی اپنی محبت کے لئے میرے شکریہ کے مستحق ہیں۔ ایک غلام رسول صاحب کا بھی ممنون ہوں کہ وہ میری تقاریر میں کرسی صدارت کو قبول کرتے رہے۔

۲۶ مئی کو حضرت مسیح موعودؑ کے وصال کا دن تھا۔ اسی روز تقریر کرنے کا اعلان کیا گیا مگر عین مقررہ وقت پر لیکچر گاہ متصل ہسپتال میں ایک مسلمان نوجوان کی وفات ہو جانے کی

وجہ سے مجبوراً تقریر دوسرے دن پر ملتوی کرنا پڑی۔ ۲۷ تاریخ کو بھدرواہ میں میری پہلی تقریر ہوئی۔ حاضری تین چار سو ہندو، مسلمانوں پر مشتمل تھی جو بھدرواہ کی مختصر آبادی کو مدنظر رکھتے ہوئے بہت سمجھی گئی۔ تقریر کا عنوان تھا ''ہندو مسلم اتحاد'' جو وصال حضرت مسیح موعود کے ساتھ اسلئے مناسبت رکھتا ہے کہ حضرت صاحب نے عمر بھر اس نیک مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے کتابیں لکھیں، تقاریر فرمائیں بلکہ آپ کا آخری پیغام اسی موضوع پر تھا کہ ہندوؤں میں چونکہ واجب الاحترام بزرگ اور نبی مبعوث ہوئے ہیں اسلئے ہم صلح کا ہاتھ ان کی طرف بڑھاتے ہوئے ان کو دعوت دیتے ہیں کہ جیسے ہم ان کے بزرگوں کی عزت کرتے ہیں اسی طرح وہ بھی ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نبی مان کر انکی عزت کریں۔ اور یوں بھی احمدیت فی الجملہ کل اقوام عالم کے نام اسلام کی عالمگیر صلح کا پیغام ہی ہے۔

تقریر کا خلاصہ

وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۚ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ (سورۃ ۱۶، النحل: آیت ۶۶)

یعنی تمہارے لئے چارپایوں میں ایک عبرت ہے۔ عبرۃ عربی زبان میں دلیل بالغ یا علم وعقل کی مضبوط بات کو کہتے ہیں جو دماغی تخیل کو اس جگہ پر نہ رہنے دے جہاں اس دلیل کے سننے سے پیشتر تھا کیونکہ عبرت عبود سے ہے جس کے معنی ہیں دریا یا وادی کے ایک کنارہ سے دوسرے کنارہ پر چلے جانا۔ پس عبرت ایک نہایت مضبوط دلیل کا نام

ہے۔ مضبوط دلیل منطقیانہ فلسفیانہ اور عالمانہ دلیل بھی ہو سکتی ہے۔ مگر سب سے عمدہ دلیل وہ ہوتی ہے جو مضبوط ہونے کے ساتھ ہی سادہ بھی ہو، بالکل قریب کی، یا روزمرہ کے مشاہدہ کی دلیل بھی ہو جسے بچہ، بوڑھا، دیہاتی، شہری، عالم اور جاہل سب سمجھ سکیں۔ سو قرآن مجید نے ایسی ہی ایک دلیل کا ذکر کیا ہے۔

ہندوؤں کی منطق کی کتابوں میں ایسی دلیل کو ''گومے پانیسیہ نیاءِدت'' دلیل کہا ہے، یعنی ''گوبر گوبر ہے اور دودھ دودھ''۔ ہر عقل و فہم کا آدمی ان دونوں چیزوں میں فرق سمجھتا ہے اور دونوں میں ایک اندھا بھی دھوکا نہیں کھا سکتا۔ میری آج کی تقریر بھی ایسی ہی ہو گی کہ آپ کو حق اور باطل، ہدایت اور گمراہی، دودھ اور گوبر کی طرح الگ الگ نظر آ جائے گی کیونکہ خود قرآن مجید نے اس دلیل کو ایسا ہی بیان کیا ہے، فرمایا: نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّ دَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ جس کا ماحصل یہ ہے دودھ اور گوبر ایک نہیں۔ آیت کے پہلے حصہ میں فرمایا ''چارپائیوں کی زندگی تمہارے لئے ایک عبرت کا مرقع ہے''۔

چارپائے باوجود اپنے ڈیل ڈول، زور اور قوت کے، انسان کے محکوم ہیں۔ انسان ان پر حاکم ہے۔ ایک چھوٹا بچہ، کمزور عورت اور بوڑھا مرد جب ایک اونٹ کی مہار پکڑ لیتا ہے تو سینکڑوں اونٹوں کی قطار کو اپنے پیچھے چلا لیتا ہے۔ ایک دس سال کا لڑکا اپنے ہاتھ میں چھڑی لیکر پچاسوں گایوں اور بیلوں کو اپنے آگے ہانک لیتا ہے۔ ایک انسان جانوروں سے دودھ اور سینکڑوں فائدہ کی چیزیں نکال لیتا ہے، مگر کیا کسی گائے کو بھی یہ خیال آتا ہے کہ وہ بھی بوقت ضرورت کسی سے دودھ حاصل کرے؟

سوال یہ ہے کہ انسان حاکم کیوں؟ چارپائے محکوم کیوں؟ ظاہر ہے کہ دونوں میں فرق علم اور عقل کا ہے، علم اور عقل سے حکومت کا استحاق پیدا ہوتا ہے۔ علم کے فقدان اور بے عقلی کی وجہ سے ہمارے ہی جیسی نوع حیوانی ہماری محکوم ہوتی اور عبرۃ کا سامان بنتی ہے۔ جہالت ہی ہے جس سے ایک انسان دوسروں کا غلام ہو جاتا ہے، بلکہ کبھی کبھی اس کی وجہ سے جانوروں بلکہ کیڑوں مکوڑوں تک کا پرستار ہو جاتا ہے۔

گائے کو ماتا کہنے کی وجہ

ہندوؤں میں گائے کو ماتا یا ماں کہنے کی ایک وجہ ہے۔ قدیم زمانہ میں جب انسان نے تمام علوم میں اس قدر ترقی نہ کی تھی تو موت ہر وقت اس کے سر پر منڈلاتی رہتی تھی۔ سردی سے بچنے کے لئے یہ آگ جلانی نہ جانتا تھا۔ گرم کپڑے کا تخیل اس کے دماغ میں نہ تھا، مکان بنانے سے ناواقف محض تھا۔ سب سے بڑی مصیبت یہ تھی کہ اگر سوءِ اتفاق سے کسی بچے کی ماں مر جاتی تھی تو باپ کی آنکھوں کے سامنے بچہ بھی بھوک اور پیاس سے تڑپ تڑپ کر مر جاتا تھا اور وہ اس کی جان بچانے کے لئے کچھ نہ کر سکتا تھا۔ پہلے پہل جب گائے اور بکری کے دودھ سے بچہ کی جان بچانے کا خیال پیدا ہوا تو اس عجیب دریافت نے انسان کو گائے کا گرویدہ بنا دیا، آخر یہ بھی تو ماں کی طرح بچہ کی جان بچانے کا وسیلہ ہے۔ پس ہندوؤں میں گئو ماتا اس وجہ سے کہلائی۔

قرآن مجید اس آیت میں اس مسئلہ پر اور زیادہ روشنی ڈالتا ہے۔ وہ فرماتا ہے وَ اِنَّ لَکُمۡ فِی الۡاَنۡعَامِ لَعِبۡرَۃً تمہارے لئے یعنی تم جو عقلمند ہستی ہو مویشی عبرت کا سامان

ہیں۔ وہ تمہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کا ذریعہ ہیں۔ انسان نے ان جانوروں کے ذریعہ سے بہت سی علمی اور عقلی ترقی کی ہے۔ انسانی کلچر کی بنیاد بہت حد تک یہ جانور ہیں اور اس کی بیشمار ضروریات ان سے پوری ہوتی ہیں مگر اس کے لئے انسان کو ان جانوروں کا مشکور ہونیکی کوئی وجہ نہیں کیونکہ زمانہ قدیم میں جب انسان کا بچہ یتیم رہ گیا اگر اس کے پاس گائے جنگل سے چل کر خود بخود آجاتی اور اپنا تھن اس کے منہ میں ڈال کر دودھ پلانے لگ جاتی تو گائے کی اس طبعی یا ارادی ہمدردی اور محبت کے صدقہ میں بیشک وہ ماں ہی کہلاتی تو کچھ حرج نہ تھا لیکن امر واقعہ اس کے خلاف ہے کیونکہ سب سے پہلے گائے سے دودھ حاصل کرنے کا خیال انسان کے دماغ میں پیدا ہوا، پھر اس نے اسے جنگل سے بڑی مصیبتوں بلکہ بڑی قربانیوں کے بعد قابو کیا۔ مدتوں اس سے دودھ حاصل کرنے کی ترکیبیں سوچتا رہا، اسکے کھانے پینے، رہنے بسنے کا بندوبست کیا۔ پھر ایک عرصہ کے بعد پیار اور محبت اس کے دل میں ڈال کر اس کی وحشت کو دور کیا اور بڑی جان جوکھوں کے بعد اسے رام کیا اور دودھ حاصل کیا اور وہ بھی ایک چلو سے زیادہ نہ تھا۔ اس کے بعد اس کی خوراک اور دودھ کی زیادتی کے تجربے ہوئے، اور لگاتار انسان اسکی خوراک کے بدلے میں قلیل سا دودھ حاصل کر کے نقصان اور گھاٹے میں رہا*۔

اس لئے قرآن مجید فرماتا ہے کہ سب سے پہلے تو ان مویشیوں کے پیدا کرنیوالے کا شکریہ ادا کرو کہ اس نے یہ نعمتیں تمہارے لئے پیدا کیں، اس کے بعد عقل انسانی کا جو عطیہ

*نوٹ از مصنف: اب بھی اقتصادی مشکلات کی وجہ سے باوجود لاکھوں گئوشالاؤں کی کثرت کے گایوں کی تعداد بھینسوں کی نسبت دن بدن کم ہو رہی ہے۔ صرف پنجاب کے ۱۹۴۰ء کے اعداد و شمار میں ساڑھے چھ لاکھ بھینسیں، گایوں کی نسبت بڑھ گئی ہیں۔

خداوند عالم نے ہمیں دیا ہے جس کے ذریعہ ہم سے ان وحشیوں کو رام کیا، ان کی ترقی اور افزائش کی فکر کی، اس کے لئے بھی اسی خلاق عالم کے شکر گزار بنو۔

میرا مضمون تھا ''ہندو مسلم اتحاد''۔ شاید بعض لوگوں کی سمجھ میں نہ آیا ہو گا کہ اس تقریر کی مضمون کے ساتھ کیا نسبت ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ دونوں قوموں کے اتحاد میں جو امر رکاوٹ ڈالنے والا تھا اس کا ذکر میں نے پہلے کر دیا اور اس کے متعلق دونوں قوموں کا نقطہ نگاہ واضح کر دیا۔ اب دونوں قوموں میں جو اتحاد کی باتیں ہیں ان کو بھی سن لیجئے۔ جو آیت میں نے شروع میں پڑھی ہے اس پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ خدا کی ہستی، اس کی توحید، وحی الٰہی کی صداقت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی برحق ہونے بلکہ آخری نبی ہونے پر بھی اس میں بہت سے دلائل موجود ہیں۔ مختصر طور پر ترتیب وار میں انکو بیان کرتا ہوں۔

خدا کی ہستی

اس دنیا میں مویشیوں اور انسانوں کے باہمی تعلقات پر غور کرنا Thinking things in two's یعنی دو، دو کر کے اشیاء کائنات کو دیکھنے کی قسم کی دلیل ہے۔ مویشیوں کو قرآن مجید نے اَنۡعَام کا خطاب دیا ہے اور لفظ انعام 'نعمت' سے ہے، انسان کے لئے یہ مویشی کتنی بڑی نعمت ہیں۔ مویشی کیا ہیں، دودھ، دہی، گھی، گرم کپڑے، خیمے اور جوتے بار بردار، سواری، انسان کی ہزارہا بیماریوں اور کمزوریوں کا علاج اور بیشمار ضروریات کے ذخائر اور سٹور ہیں۔ کون شخص کہہ سکتا ہے کہ شروع دنیا سے آج تک انہوں نے نسل انسانی کی کتنی بڑی خدمت کی ہے اور کتنے انسانوں کی جان بچائی ہے۔ ایک طرف انسانی ضروریات کی فہرست

کو رکھو، دوسری طرف مویشیوں کو دیکھو اور پھر ان دونوں کے درمیان انسانی عقل جو ان میں تعلق جوڑتی ہے اسے دیکھو۔ یہ ایک طرف انسانی ضروریات کو نہایت سختی کے ساتھ محسوس کرتی ہے اور دوسری طرف جانوروں میں اس کا مداوا تلاش کرتی ہے، یا جانوروں کی پیدائش ایک طرف اور انسانی حاجات دوسری طرف اور درمیان میں عقل کا رشتہ۔ کیا یہ کسی اتفاقی ناگہانی اندھے اور بہرے قانون کا نتیجہ ہو سکتا ہے یا کسی ایک علیم و خبیر ہستی کی یہ تینوں چیزیں مخلوق ہیں؟ اسلئے قرآن مجید فرماتا ہے ہمارے لئے ان مویشیوں کے اندر اگر تم غور کرو تو خدا کی ہستی کی دلیل ہے۔ وَاٰتٰکُمْ مِّنْ کُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (سورۃ ۱۴، ابراہیم، آیت ۳۴) تمہاری ہر احتیاج کا علاج اسی دنیا میں موجود ہے اور اگر تم ان نعماءِ الٰہی کو گننے لگو، تو نہ گن سکو گے۔ یہ دلیل صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو ہندو اور مسلمانوں میں سے کالج کی تعلیم پا کر گمراہ ہو جاتے ہیں یا دہریہ بن جاتے ہیں، ورنہ ہم ہندو اور مسلمانوں میں پہلی اتحاد کی چیز خدا کی ہستی پر ایمان ہے۔

توحید الٰہی

جہالت کے نظریوں کو ایک طرف رکھ کر ہر ہندو کو یہ یقین ہے کہ جس پرماتما یا خدا نے ہندوؤں کو پیدا کیا ہے اسی نے مسلمانوں کو بھی پیدا کیا ہے اور کسی مسلمان کا یہ خیال نہیں ہو سکتا کہ ہندو کسی دوسرے خدا کی مخلوق ہیں۔ ہمارے جسم اور دماغ کی بناوٹ پکار رہی ہے کہ ہندو مسلمانوں کے بنانے میں ایک ہی خدا نے یکساں دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔ اچھے سے اچھا دماغ اور حسین سے حسین شکل دونوں قوموں میں موجود ہے، گویا دونوں ایک خدا کے بیٹے ہیں۔ کیا کوئی باپ اس بات کو پسند کرے گا کہ اس کے بیٹے آپس میں ایک دوسرے کو قتل

کر دیں یا باہم فساد کرتے رہیں؟ اپنے بیٹوں کے باہمی فساد سے باپ کو ہمیشہ رنج ہوتا ہے۔ پس پرماتما ہندو مسلم فساد سے راضی نہیں ہو سکتا۔

پیدائش کے لحاظ سے دونوں میں مساوات ہے۔ اس پر غور کرتے ہوئے ذرا اور آگے بڑھ جاؤ، وَاِنَّ لَكُمۡ فِى الۡاَنۡعَامِ لَعِبۡرَةً، ان مویشیوں پر غور کرو، کیا خدا نے تمام نسل انسانی کے لئے انہیں یکساں خادم نہیں بنایا۔

کیا یہ گائے جس کے روم روم میں دیوتا بستے ہیں، برہمن، مسلمان اور انگریز کی یکساں خدمت نہیں کرتی؟ کیا اس نے صرف برہمنوں کو اپنا امرت بھرا دودھ پلایا ہے اور ایک مسلمان کو ویسا دودھ دینے سے انکار کیا ہے؟ کیا ایک گائے کی قیمت منڈی میں کبھی اسلئے زیادہ پڑتی ہے کہ وہ پنڈت کی گائے ہے؟ بلکہ آپ نے اکثر سنا ہوگا کہ برہمن کی دبلی پتلی گائے خام چمڑے کے بھاؤ بک جاتی ہے اور ایک گئو بھکشی انگریز یا آسٹریلین کی گائے ہزاروں روپے قیمت پاتی ہے۔ اسلئے کہ گائے پنڈت جی کی نسبت انگریز کو زیادہ دودھ دیتی ہے۔ غرض پرماتما کی دی ہوئی یہ دیوی گئو بھگت اور گئو بھکشی* میں کوئی فرق نہیں کرتی۔ پس وَاِنَّ لَكُمۡ فِى الۡاَنۡعَامِ لَعِبۡرَةً جب پرماتما اور خدا نے ہندو مسلمان کے بنانے میں تعصب نہیں برتا اور خدا کی دی ہوئی نعمتیں بھی کسی سے تعصب نہیں کرتیں تو تم ہندو اور مسلمان کون ہو جو ایک دوسرے کو غیر سمجھ کر آپس میں ایک دوسرے کو دکھ دیتے ہو، بائیکاٹ کرتے ہو، اور نقصان پہنچانے کی تدبیریں کرتے ہو۔ سو قرآن مجید فرماتا ہے وَاِنَّ

*نوٹ از مرتب: ”گئو بھگت“، یعنی گائے کو مقدس ماننے والے، اور ”گئو بھکشی“، یعنی گائے کا گوشت کھانے والے۔

لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً، اگر تم ایسے ہو تو تم جانوروں سے بھی پیچ اور کمینے ہو اور جانور تمہارے لئے باعث عبرت ہیں۔

وحی الٰہی کی صداقت

ہندو اور مسلمانوں میں خدا پر ایمان اور اس کو ایک ماننے کے بعد وہ سری اتحاد کی چیز وحی الٰہی کی صداقت ہے۔ اصولاً ہندو اور مسلمان دونوں اس بات کے قائل ہیں کہ خدا کی طرف سے پاک لوگوں کو گیان دیا جاتا ہے۔ مگر حق کو حق اور باطل کو باطل ثابت کرنے کی خاطر دودھ کو دودھ اور گوبر کو گوبر دکھانے کے لئے اس کی عقلی اور نقلی دلیل بھی پیش کرتا ہوں۔ قرآن مجید فرماتا ہے خدا کی ہستی اور اس کی توحید کے گن گاتے ہوئے ذرا آگے بڑھ جاؤ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّ دَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ، ہم تمہیں ان کے اندر سے چارہ کی بگڑی ہوئی حالت اور خون میں سے خالص اور خوش ذائقہ دودھ پلاتے ہیں۔ یعنی ان جانورون کے اور فوائد کو جانے دو، صرف دودھ پر غور کرو، وہ کیونکر بنتا ہے۔ گائے جو چارہ کھاتی ہے اس کی بگڑی ہوئی حالت کا نام فرث ہے۔ عربی لغت کہتی ہے لا يقال للسرجين فرث الا ما دام في الكرش، ''جانور کے پیٹ سے جو گوبر باہر نکلتا ہے اسے فرث نہیں کہتے بلکہ اسے سرجین کہتے ہیں''۔ فرث چارہ کی بگڑی ہوئی حالت کا نام ہے جو معدہ کے اندر ہوتی ہے۔ پس جگالی کرنے والے جانوروں کے معدہ کے اندر کا چارہ، گویا جانور کے اندر چارہ کا پہلے فرث بنتا ہے پھر فرث کا خون بنتا ہے، اس کے بعد اس سے دودھ تیار ہوتا ہے اب اس کی ذرا اور تفصیل بھی سن لو۔

ہر ایک حیوانی جسم کے اندر دو قسم کی مشینری کام کرتی ہے، ایک وہ تو حیوان کے اپنے جسم کی پرورش کے مواد تیار کرتی ہے اور دوسری وہ جو خارج میں دوسرے وجود کیلئے خوراک تیار کرتی ہے۔دودھ بنانے والے گلینڈز (غدود)ان اعضا میں سے ہیں جن کا کام کسی خارجی وجود کی پرورش ہوتا ہے۔اس لئے خون جب جسم میں دورہ کرتا ہوا ان غدود کے پاس پہنچتا ہے تو پستان کے یہ غدود خون کو دودھ میں تبدیل کر دیتے ہیں۔یہ غدود اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت کا ثبوت ہیں۔بچہ کی پیدائش سے پیشتر ماں کی چھاتیوں میں دودھ کا تیار ہو جانا بچہ کے کسی فعل یا عمل کا نتیجہ یا اجر نہیں بلکہ محض خدا کی صفت رحمانیت اور بخشش کے تقاضاء سے ہے گویا خداوند عالم بچے کی پرروش کا سامان اپنی صفت رحمانیت سے کرتا ہے۔ اس جسمانی سلسلہ کے عین بالمقابل روحانی سلسلہ ہے کیونکہ انسان صرف جسم کا نام نہیں بلکہ جسم اور روح دونوں کا نام ہے۔پس وہ خدا جو ماں کے دودھ سے یا حیوانی دودھ سے انسانی پرورش کرتا ہے وہ روحانی طور پر انسانی روح کی پرورش بھی یقیناً کرتا ہے اور یہ روحانی تربیت یا انسان کو گیان بخشنا تمام مذاہب کی،الہامی مذاہب کی، مجموعی اور مشترکہ شہادت سے ثابت ہے اور ہندوؤں کو بھی اس سے انکار نہیں۔پس یہ ہمارے اتحاد کی دوسری بنیاد ہے کہ ہم دونوں خدا کی طرف سے انسان کو گیان یا الہام دیئے جانے کے قائل ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نبی برحق ہونا

آیت کے حصّہ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ کو اب اس نکتہ نگاہ سے دیکھو کہ یہ مویشی ساری دنیا کے اندر موجود ہیں، کل قوموں کے لوگوں کو یہ دودھ دیتے ہیں اور دودھ انسان کی طبعی اور نیچرل غذا ہے۔اسی

طرح روحانی طور پر ساری دنیا کی اقوام کی پرورش کے لئے روحانی دودھ کی ضرورت ہے۔ دنیا ہیں بیشک مختلف دودھ دینے والے مویشی موجود رہے ہیں مگر روحانی طور پر ایک ''اگھنیا''، نہ مارنے کے قابل، گائے کاذکر ویدوں کے اندر خصوصیت سے موجود ہے جو نسلِ انسانی کی پرورش کے لئے بکثرت دودھ دینے والی ہے۔وید کا رشی اس کے لئے دعا کرتا ہے اوراس کی غلامی میں آنے کی تمنااور التجا کرتا ہے:

اُپ ہوٗیے سُدُ گھام دھینُم ایتام سُہستو گوڈھگ اُتُ دُہدا اینام - شیر یشٹھم سوم
سوِتاساوِ کھنّوا بھِید گھر مہ تت او شُوپر ووچم

ترجمہ: اچھا دہانے والی اس دو ھیل (بکثرت دودھ والی) گائے کو میں پکارتا ہوں۔خوبصورت ہاتھوں والا گایوں کا دُہنے والا اس کو دُہتا ہے۔خداوند عالم اس اعلیٰ کلام کی ہمیں غلامی دے۔ میں کہتا ہوں دودھ کا برتن (اعلیٰ دودھ سے) چمک اُٹھا ہے۔

وہ اچھا دہانے والی اور بکثرت دودھ دینے والی گائے خدا کا کلام ہے۔ خوبصورت اور سندر ہاتھوں والا محمدؐ، اللہ کا رسول ہے۔وید کا رشی پرماتما سے دعا کرتا ہے کہ وہ ہمیں اس کلام مجید کی غلامی نصیب کرے کیونکہ یہ روحانی دودھ برتن میں جگمگ جگمگ کر رہا ہے۔

ویدوں کے نہایت مستند شارح یاسک آچاریہ* نے اس دو ھیل گائے سے مراد کلام پاک لی ہے۔ پس یہ روحانی دودھ جو کلام مجید میں جگمگا رہا ہے محمد رسول اللہ ﷺ کی وحی ہے۔ یہ ساری دنیا کی پرورش کیلئے کافی دودھ ہے اور یہ گائے یعنی کلام، ''اَگھنیا'' ہے، نہ

*نوٹ ازمرتب: Yaskacharya سنسکرت کی مشہور لغت Nirukta کے مصنف تھے۔اس کتاب کی تاریخ 500 قبل مسیح (B.C.E.) سے بھی پرانی بتائی جاتی ہے۔

مارنے کے قابل ہے، کبھی اس کی تاثیر اور روحانی فیض مردہ نہ ہوگا، اسلئے آیندہ کسی نئی روحانی غذا کی ضرورت نہیں رہی۔

پس آخر پر میں اپنے ہندو دوستوں کو خاص طور پر مخاطب کر کے کہتا ہوں:

وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّ دَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ۔اس گائے ماتا کے اندر تمہارے لئے دلیل ہے، ہم اس کے اندر سے فساد پذیر چارہ اور خون کے درمیان سے تمہیں خالص دودھ پلاتے ہیں جو پینے والوں کو نہایت شیریں معلوم ہوتا ہے۔ دنیا میں علم کہیں فرث یعنی فساد پذیر چارہ کی مانند ہے، کہیں خون کی مانند سم آمیز ہے، مگر خالص دودھ جو اس سندر ہاتھوں والے نے دوہا اور اسمیں کوئی گند ملنے نہ پایا، وہ کلام مجید خدا کا آخری کلام ہے۔ پس لذیذ دودھ دینے کی وجہ سے گئو کو ماتا ماننے والو، وید کے رشی کی دعا کو قبول کرتے ہوئے اس کلام الٰہی یعنی روحانی دودھ دینے والی ماتا کے چرنوں (غلامی) میں آجاؤ۔

آخر پر میں اس زمانہ کے مجدد جس کے یوم وصال کی یاد میں ہم سب یہاں اکھٹے ہوئے ہیں شکریہ ادا کرتا ہوں جس نے ہندو مسلم اتحاد کی بنیاد رکھی اور ہمیں توفیق دی کہ ہم ان کے آخری پیغام کو آپ لوگوں تک پہنچائیں۔

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

شائع کردہ جنوری 2024

Ahmadiyya Anjuman Lahore Publications, UK
15 Stanley Avenue, Wembley, UK, HA0 4JQ

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کی تحریرات، کام اور زندگی کے لئے دیکھیں:

www.abdulhaq.info